قیاس کے بارے میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کا نظریہ

پروفیسر علی حیدر جعفری، علی گڑھ

قیاس ایک وسیلہ ہے جس سے انسان کبھی ضرورتاً اور کبھی بغیر ضرورت فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

دنیاوی معاملات میں اس سے اکثر فائدہ اٹھایا جاتا ہے، بیشتر کام اس کے سہارے نکال لئے جاتے ہیں لیکن دینی معاملات، احکام الٰہیہ اور شرعی اعتبار سے اوامر ونواہی میں قیاس کی کیا حیثیت ہے! اس سے کام لینے کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اور اس کے متعلق شیخ مفید علیہ الرحمہ کا نظریہ کیا ہے؟ اس مقالہ میں انہیں تمام مسائل کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

علامہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے الاختصاص میں قیاس کے سلسلہ میں ایک باب قائم کیا ہے جس میں انہوں نے اس کے بطلان اور تباہی کا ذریعہ ہونے کے سلسلہ میں مستند احادیث نقل کی ہیں ان احادیث کے مطالعہ سے قیاس کی حقیقت اور شیخ کا نظریہ واضح ہوجاتا ہے کہ قیاس سے کام لے کر اس پر عمل کرنا صرف خلاف شرع ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ ہلاکت کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔

لغوی اعتبار سے قیاس کے معنی یہ ہیں کہ قاس قیاسا ومقایسۃ بین الامرین دو امروں

کے درمیان قیاس کرنا۔

قیاس کے یہ معنی منجد میں ہیں قیاس کو منطق میں بڑی تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے اس کی قسمیں تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں۔

قیاس سے دلیل قائم کرنے کے اصول اور نتائج نکالنے کے طریقے بیان کئے جاتے ہیں۔

منطقی حضرات قیاس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

قیاس کی ترتیب دو قضیوں سے ہوتی ہے جب ان دونوں کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے ایک تیسرا قول لازمی طور سے ہوا کرتا ہے۔ اس تیسرے قول کو نتیجہ یا دعویٰ کہا جاتا ہے۔

قیاس کی ترتیب قضیوں سے ہوتی ہے اور قضیہ کی تعریف یہ ہے:

قضیہ اس قول کو کہتے ہیں جس میں جھوٹ و سچ کا احتمال ہوتا ہے یا جس کے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہا جاسکتا ہے۔''

اس منطقی تعریف سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ قیاس کی بنیاد قضیہ پر ہے اور قضیہ میں جھوٹ و سچ کا احتمال ہوتا ہے ایسی صورت میں اس کا نتیجہ بھی یقینی نہیں ہوگا بلکہ اس میں بھی صدق و کذب کا احتمال ہوگا۔

منطقی اعتبار سے وہ نتیجہ یا دعویٰ جس میں غلطی کا امکان ہے اس پر عمل کرنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے اور اس پر کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے۔ علم و یقین کا فقدان گمراہی میں مبتلا کرسکتا ہے۔ یہ تھی وہ حقیقت جو لغوی و منطقی اعتبار سے بیان کی گئی۔

منطقی قیاس اور اصولی قیاس میں زمین و آسمان کا فرق ہے منطقی قیاس کو اصول میں برھان کہتے ہیں اور اصولی قیاس کو منطق میں تمثیل کہتے ہیں۔

قیاس کے سلسلہ میں شیخ مفیدؒ نے سب سے پہلے حدیث جو نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ:

عن ابی عبد الله اول من قاس هو ابلیس فقال خلقتنی من نار وخلقته من طین ولو علم ابلیس ماجعل الله فی آدم لم یفتخر علیه ص۔ ۱۰۹

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس سے کام لیا تھا اور یہ کہا تھا کہ مجھے تو نے نار سے پیدا کیا ہے اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اس اعتبار سے میں آدم سے افضل ہوں، افضل ہو کر مفضول کو سجدہ کیوں کروں؟

شیطان کا یہ دعویٰ اس کے قیاس پر مبنی تھا جس کی بنیاد تخلیق آدم سے ناواقفیت تھی۔ اس حدیث میں تخلیق کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ ملائکہ کی تخلیق نور سے ہوئی۔ جنوں کی تخلیق نار کے علاوہ ایک گروہ کی ریح سے اور ایک گروہ کی پانی سے ہوئی ہے۔

آدم کی تخلیق میں مٹی میں نار، نور، ریاح اور پانی کو شریک کیا گیا۔ اس طرح باعتبار اجزاء تخلیق آدم شیطان سے افضل ہوئے اس کا علم ابلیس کو نہیں تھا۔ اسی طرف امامؑ نے اشارہ فرمایا کہ لو علم ابلیس ماجعل اللہ فی آدم لم یفتخر علیہ۔

یہ پہلا قیاس تھا جو شیطانی عمل تھا اور جس کی بنیاد جہالت پر تھی اس پر ابلیس نے عمل کیا تو اس کا جو کچھ انجام ہوا اس سے دنیا واقف ہے ملائکہ کی صف سے نکال کر ہمیشہ کے لئے لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔

اس حدیث سے ایک تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شیطانی عمل ہے دوسرے قیاس کی بنیاد جہالت پر ہوتی ہے اور تیسرے اس کا انجام بہت برا ہوا کرتا ہے۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے قیاس کے غیر معتبر ہونے کو دوسری حدیث سے بھی واضح کیا ہے۔ یا اباالقاسم حاجنافی عیسیٰ قال هو عبد اللہ ورسولہ وکلمتہ القاها الی مریم وروح منہ فقال احدهما بل هو ولدہ وثانی اثنین وقال آخر هو ثالث ثلاثہ اب وابن وروح القدس الخ۔ ص ۱۱۴

نصاریٰ کا ایک گروہ نبی کریمؐ کے پاس آیا اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مباحثہ کی شروعات اس طرح کی۔

یا اباالقاسم حاجنافی عیسیٰ اے ابو القاسم ہم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مباحثہ

کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے جواب دیا قال ھو عبد اللہ ورسولہ وکلمۃ القاھا الی مریم وروح منہ۔ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں کلمۃ اللہ وروح اللہ ہیں۔ یہ مباحثہ کا جواب تھا کہ اس کے آگے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی تولید کو تولیدی ذرائع کے خلاف دیکھ کر قیاس کی بنیاد پر یہ یقین کر لیا تھا کہ بغیر باپ کے بیٹا کیسے پیدا ہوسکتا ہے حالانکہ حضرت آدم کی تخلیق بغیر باپ کے ہوچکی تھی اس کے علاوہ خالق کی قدرت کاملہ پر ان کو مکمل اعتقاد نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں نے تولیدی ذرائع کے پیش نظر قیاس کے سہارے یہ کہا کہ بل ھو ولدہ وثانی اثنین۔ یہ غلط نسبت صرف قیاس کی بنیاد پر تھی۔ پھر انہیں میں سے ایک نے کہا کہ ثالث ثلاثہ اب وابن وروح القدس۔ پہلا غلط قیاس تھا جس نے اثنین سے بڑھ کر تثلیث کے عقیدہ پر مجبور کر دیا۔

ان کے قیاس کی بنیاد مادی ذرائع تولید تھے اللہ کی قدرت کاملہ اور رشتوں سے بے نیاز ذات کا صحیح اعتقاد نہ تھا اس کا انجام بھی ظاہر تھا جس کو ان لوگوں نے بھی کسی نہ کسی طرح محسوس کیا کہ اگر قیاس کے پھندے سے نہ نکلے تو ہلاک ہوجائیں گے۔

ان لوگوں کی جان تو بچ گئی لیکن عقیدہ تباہ وبرباد ہوگیا جس کا انجام بھی معلوم ہوجائے گا جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے قیاس کے سلسلہ میں ایک اور بہت واضح حدیث پیش کی ہے۔ اس حدیث میں قیاس پر عمل کرنے کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے اس حدیث میں اس پر عمل کرنے والوں کو اس کے انجام سے بھی باخبر کر دیا گیا ہے۔

عن ابی الحسین الاول قلت لہ تفقھنا بکم فی الدین وروینا عنکم الحدیث و ربما وردعلینا رجل قد ابتلی بالشئی الصغیر الذی لیس عند نافیہ شئی نفتیہ وعند نا ماھو مثلہ ویشبہ أنفقیہ بما یشبہ فقال لاومالکم للقیاس فی ذالک ھلک ومن ھلک الخ۔ ص ۲۸۲

سندی نے ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ سے دین کو سمجھا

۔آپ کی حدیثیں بیان کیں لیکن کبھی کبھی اسوقت سخت آزمائش میں مبتلا ہوجاتا ہوں جب کوئی شخص معمولی شئی کے بارے میں فتویٰ دریافت کرتا ہے جس کے لئے میرے پاس کوئی ایسی شئے نہیں ہوتی ہے جس کی بنیاد پر فتویٰ دوں البتہ اس کے مثل ومشابہ شئے ضروری ہوتی ہے کیا ایسی صورت میں ایسی مشابہ شئے کی بنیاد پر قیاس کرکے فتوی دے سکتے ہیں؟ حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ نہیں قیاس کا سہارا لینے کی اجازت نہیں ہے، جس نے بھی اس کا سہارا لیا وہ ہلاک ہوگیا۔ راوی نے کہا کہ وہ چیزیں ضائع ہوگئیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ چیزیں اسکے اہل کے پاس ہیں۔

یہ بہت واضح حدیث ہے اس سے امام کے منشاء کے مطابق قیاس کی شدید ممانعت ظاہر ہوتی ہے اس قسم کے قیاس میں صرف خطا کا امکان نہیں ہوتا ہے بلکہ ہلاکت بھی ہوجاتی ہے حالانکہ سائل نے مجبوری ظاہر کی ہے فتویٰ دینے کے لئے کوئی اور شے اس کے پاس نہیں ہے جو شے ہے یا جس کو بنیاد بنا کر قیاس سے کام لیا چاہتا ہے۔ اس میں مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے اس کے باوجود بھی قیاس سے کام لینے کی اجازت نہیں دی گئی۔

ایک تو امام نے مجبوری کے عالم میں بھی قیاس سے منع فرمایا ہے دوسرے عقلی طور پر بھی یہ بہت واضح ہے کہ مشابہت ومماثلت اور حقیقت میں قیاس سے فرق ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اگر فرق ہوگیا تو اس قیاس کی وجہ سے حقیقت سے دوری اور بھی تباہ کن ہوجائے گی۔ جس کا انجام ہلاکت ہوگا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے قیاس کی مخالفت میں ایک اور تفصیلی حدیث بھی نقل کی ہے جو مذکورہ حدیث سے ملتی جلتی ہے اور قیاس کے عدم جواز کی شاہد ہے۔

عن ابی الحسنؑ سالته فقلت ان أنا سامن اصحابنا قد لقوا اباک وجدک وسمعوا منهما الحدیث فربما کان شئی یبتلی به بعض اصحابنا ولیس ذالک عند هم شئی یفتیه وعندهم مایشبه یسعهم ان یاخذوابالقیاس۔ فقال لا

انما هلک من کان قبلکم بالقیاس فقلت له لم لایقبل ذالک فقال لا لانه لیس من شئی الاوجاء فی الکتاب والسنة الخ۔ ص ۲۸۱

کتاب کے حاشیہ پر اسی کے ساتھ علامہ مجلسی کی عبارت بھی نقل کی ہے جو یہ ہے۔

قال العلامه المجلسی بعد نقل الجز فی البحار الجلد الاول صفحه ۱۶۳ قوله لم تقول ذالک (لم لایقبل ذالک کے بجائے ہے)

لعلّ مراده به ان یضیق الامر علی الناس فاجاب علیه السلام انه لا اشکال فیه انمامن شئی الاوقد وردفیه کتاب اوسنة۔ اومراده السوال من علة عدم جواز القیاس فاجاب بانه لاحاجة الیه۔ اویصیر سببا للمخالفته ماوردفی الکتاب والسنة س ۲۸۱

حسن بن علی نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے بہت سے اصحاب کو آپ کے آباء واجداد سے ملنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے اور وہ لوگ ان سے بہت سی حدیثیں سن چکے ہیں۔ اسکے باوجود ہم میں سے بہتوں کو کبھی کبھی فتویٰ دینے کے لئے کوئی چیز نہیں ملتی ہے البتہ ان کے پاس کچھ مشابہ چیزیں ضرور ہوتی ہیں کیا وہ لوگ ان مشابہت پر قیاس کر کے فتویٰ دے سکتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا نہیں اس سے قبل جن لوگوں نے بھی ایسے قیاس سے کام لیا وہ ہلاک ہوگئے اس پر راوی نے کہا آپ یہ کیونکر فرما رہے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرتؑ نے فرمایا کہ ہر شئی کتاب وسنت میں موجود ہے۔

اس حدیث کا تجزیہ کیا جائے تو پہلی بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ وہ لوگ ائمہ سابقین سے حدیثیں سنتے رہے اس کے باوجود بھی ان کو دشواری کیوں ہوئی۔ یہ دشواری اسلئے پیش آئی کہ ان تمام حدیثوں کا علم نہ ہو سکا جس کا اقرار بھی پچھلی حدیث میں ہے چنانچہ وہ ضائع ہوگئیں۔ حدیث کے ضائع ہونے سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ درپیش مسائل کے لئے کوئی

حدیث نہ تھی ۔ جب اصل حدیث کہیں نہ کہیں موجود ہے تو ایسی صورت میں فتویٰ کی بنیاد مشابہ اشیاء پر رکھ کر قیاس سے کام لیا گیا ہے تو یہ عمل سراسر غلط ہوگا اسی وجہ سے قیاس کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

علامہ مفید علیہ الرحمہ نے قیاس کے عدم جواز کی تائید میں حاشیہ پر علامہ مجلسی کی مجاز جلد اول کا حوالہ نقل فرمایا ہے کہ لم لاتقبل ذالک کے بجائے لم تقول ذالک ہے۔ امام سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں کر فرماتے ہیں؟ جس کا جواب امام نے دیا کہ کتاب وسنت میں سب کچھ ہے، جس کی وجہ سے قیاس سے کام لینا جائز نہیں ہے۔

لم تقول ذالک اور بھی وجہ بتاتے ہیں کہ شاید ان لوگوں نے اس لئے کہا تھا کہ وقت کی تنگی و دشواری کو دکھانا تھا۔ ظاہر ہے کہ جو بھی دشواری تھی وہ صرف کتاب وسنت سے حل ہو سکتی تھی اس بنا پر قیاس کی اجازت نہیں دی گئی۔

یا پھر یہ سوال اس لئے کیا ہوگا کہ قیاس کے عدم جواز کی علت کیا ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ علت بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے بھی اشارہ کتاب وسنت کی طرف کیا گیا کہ جب کتاب وسنت موجود ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے، عدم جواز کی علت کتاب وسنت کا وجود ہے یا پھر اس لئے فرمایا کہ جو کچھ کتاب وسنت میں ہے قیاس سے اس کی مخالفت کا امکان ہے اس وجہ سے بھی قیاس جائز نہیں ہے۔

شیخ علیہ الرحمہ نے قیاس کے سلسلہ میں جتنی حدیثیں پیش کی ہیں وہ سب کی سب بہت واضح اور صریحی حکم کی حامل ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک ایسی حدیث بھی پیش کی ہے جس میں اس کو شیطانی عمل بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کا بانی شیطان کو قرار دیا گیا ہے ظاہر ہے کہ جو عمل شیطان سے اتنا گہرا تعلق رکھتا ہو اس کے متعلق شیخ کا کیا نظریہ ہوگا اس کو ضبط تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں۔

ایک حدیث ایسی بھی ہے جس میں مجبوری کا سہارا لے کر قیاس سے کام لینے کی اجازت مانگی گئی لیکن اس حالت میں بھی اجازت نہیں دی گئی۔

تمام مذکورہ حدیثوں میں قیاس سے کام لینے کی واضح طریقہ سے نفی کی گئی ہے ان احادیث کو اس تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد شیخ مفید علیہ الرحمہ کے نظریہ کے متعلق یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی قیاس سے کام لینے کے قائل نہیں تھے۔

❀❀❀